30 احادیثِ نبوی اور ان کی مختصر وضاحت پر مشتمل تالیف

احادیثِ مبارَکہ کے انوار

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ اصلاحی کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : احادیثِ مبارکہ کے انوار

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)

سن طباعت : جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ بمطابق جون ۲۰۰۷ء

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

ملنے کے پتے : مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر کراچی

مکتبۃ المدینہ کی مختلف شاخیں

مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ مرکز الاولیاء لاہور

مکتبۃ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ، راولپنڈی

مکتبۃ المدینہ امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)

مکتبۃ المدینہ نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ مدینۃ الاولیاء ملتان

مکتبۃ المدینہ چھوٹکی گھٹی، حیدر آباد

مکتبۃ المدینہ چوک شہیداں میرپور آزاد کشمیر

E.mail:ilmia26@yahoo.com

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

تنبیہ: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

''احادیثِ مبارکہ کے انوار'' کے 19 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''19 نیّتیں''

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ o مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

دومَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿۱﴾ ہر بار حمد و ﴿۲﴾ صلوٰۃ اور ﴿۳﴾ تعوُّذ و ﴿۴﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔ ﴿۵﴾ رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا۔ ﴿۶﴾ حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو اور ﴿۷﴾ قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿۸﴾ قرآنی آیات اور ﴿۹﴾ اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا ﴿۱۰﴾ جہاں جہاں ''اللہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿۱۱﴾ جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم پڑھوں گا۔ ﴿۱۲﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضَّرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔ ﴿۱۳﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) ''یادداشت'' والے صَفْحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ ﴿۱۴﴾ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں سفر

کروں گا۔﴿۱۵﴾مدنی انعامات پر عمل کرتے ہوئے اس کا کارڈ بھی جمع کروایا کروں گا۔﴿۱۶﴾دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔﴿۱۷،۱۸﴾ اس حدیثِ پاک "تَهَادَوْا تَحَابُّوْا" ایک دوسرے کوتحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔" ﴿مؤطا امام مالک، ج ۲،ص ۴۰۷،الحدیث:۱۷۳۱﴾ پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کوتحفۃً دوں گا۔﴿۱۹﴾ کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کوتحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (مصنّف یاناشِرین وغیرہ کوکتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتاناخاص مفید نہیں ہوتا)

اچھی اچھی نیّتوں سے متعلق رَہنمائی کیلئے ، **امیرِ اہلسنّت** دامت برکاتہم العالیہ کا سنّتوں بھرا بیان "**نیّت کا پھل**" اورنیتوں سے متعلق آپ کے مُرتّب کردہ **کارڈ** یا **پمفلٹ مکتبة المدینه** کی کسی بھی شاخ سے ھدیۃً حاصِل فرمائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدينة العلمية

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت
حضرت علّامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحُسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدِّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **"المدينة العلمية"** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اِصلاحی کُتُب (۴) شعبۂ تفتیشِ کُتُب
(۵) شعبۂ تراجم کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

"المدينة العلمية" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ

اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامی سنّت، ماحِیٔ بِدعت، عالمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری الشاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوُسع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔

تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضراء شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پہلے اسے پڑھ لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

تمام خوبیاں اللہ تبارک وتعالیٰ کو شایاں اور بے شمار دُرُود ہمارے آقا و مولیٰ رسولِ مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کہ جن کا دامن کرم ہمارے ہاتھوں میں آیا۔ جن کے صدقہ اسلام ملا، قرآن ملا اپنے ربّ عزوجل کی پہچان نصیب ہوئی۔ جن کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ج وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا** ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (پ۲۸، الحشر:۷)

اَلْحَمْدُلِلّٰه عَزَّوَجَلَّ آج دعوتِ اسلامی 30 سے زائد شعبوں میں سنّتوں کی خدمت کر رہی ہے، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ **مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی** دامت برکاتہم العالیہ کے فیضان سے دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ تعلیمی اداروں مَثَلاً دینی مدارس، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے اساتذہ وطلبہ کو **میٹھے میٹھے آقا مدینے والے مصطفٰے** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنّتوں سے رُوشناس کروانے کے لئے "**مجلس برائے شعبہ تعلیم**" کے تحت مَدَنی کام ہو رہا ہے۔ بے شُمار طَلَباء سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں نیز مَدَنی قافلوں کے مسافِر بھی بنتے رہتے ہیں۔ **اَلْحَمْدُلِلّٰه** عَزَّوَجَلَّ **مُتَعَدَّد** دنیوی علوم کے دلدادہ بے عمل طلبہ، نمازی اور سُنّتوں کے عادی ہو گئے۔ اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ، اساتذہ اور اسٹاف کو ضَروریاتِ دین سے رُوشناس کروانے کے لئے اپنی نوعیّت کا مُنفرِد "**فیضانِ قرآن**

وحدیث کورس" بھی شروع کیا گیا ہے، اسلامی بہنوں میں بھی یہ کورس جاری ہے۔ زیرِ نظر کتاب "احادیثِ مبارکہ کے انوار" کو بالخصوص اسی کورس کیلئے ترتیب دیا گیا ہے لیکن دیگر اسلامی بھائیوں کے لئے بھی اس کا مطالعہ یقیناً مفید ہے۔ اس کتاب کا اُسلوب کچھ یوں ہے:

(۱) تیس احادیث کا ترجمہ اور اس کی وضاحت لکھی گئی ہے۔

(۲) احادیث کا ترجمہ اور اس کی وضاحت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی شرح مشکوٰۃ مرأۃ المناجیح سے لیا گیا ہے۔

(۳) کتاب میں فقط ترجمہ اور اس کے مطابق تشریح کا التزام کیا ہے مزید کلام نہیں کیا گیا تاکہ پڑھنے والا نفسِ حدیث کو بآسانی سمجھنے میں کامیاب ہو سکے۔

(۴) تمام احادیث کا حوالہ مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت سے دیا گیا ہے۔

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ ہمیں "اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش" کرنے کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیۃ کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

شعبہ اصلاحی کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	مسجد آباد کرنے کی فضیلت	10	19	ریا کاری کی برائی	46
2	ایمان واسلام کی تعریف	11	20	شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	48
3	استغفار وتوبہ کی اہمیت	19	21	ارکان اسلام	52
4	معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم	20	22	نیت کی اہمیت	54
5	مناقب علی رضی اللہ عنہ	23	23	عقیقہ کا بیان	55
6	مناقب عثمان غنی رضی اللہ عنہ	25	24	حیاء کی فضیلت	56
7	مناقب اہلِ بیت رضی اللہ عنہ	26	25	ایفائے عہد	58
8	دَم کرنا جائز ہے	28	26	فخر کی مذمت	60
9	زبان کی حفاظت	30	27	بدعت کی حقیقت	61
10	اللہ سے محبت کی برکت	31	28	دعا بعد نمازِ جنازہ کا حکم	63
11	کسب حلال کی اہمیت	34	29	غیبت کی برائی	64
12	غصب کی مذمت	35	30	علامات منافق	66
13	فضیلت مدینہ	36		مَدَنی ماحول اپنا لیجئے	67
14	حقوق مسلم	38		المدینۃ العلمیۃ کی کتب	72
15	فضائل قرآن	40			
16	فضیلت علم دین	42			
17	توکل وصبر کا بیان	43			
18	علامت قیامت	44			

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

﴿1﴾ مسجد آباد کرنے کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہٗ نُزُلَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ کُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ،باب المساجد ،الفصل الاول، الحدیث۶۹۸، ج۱، ص۱۴۸)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جو شخص صبح یا شام مسجد کو جائے جب کبھی صبح یا شام جائے گا اللہ (عزوجل) اس کیلئے جنت کی مہمانی کا سامان بنائے گا۔

وضاحت:

صبح وشام سے مراد ہمیشگی ہے یعنی جو ہمیشہ نماز کیلئے مسجد میں جانے کا عادی ہوگا اسے ہمیشہ جنتی رزق ملے گا۔ نُزُل اس کھانے کو کہتے ہیں جو مہمان کی خاطر پکایا جائے چونکہ وہ پُر تکلّف ہوتا ہے اور میزبان کی شان کے لائق اس لیے جنتی کھانے کو نُزُل فرمایا گیا ورنہ جنتی لوگ وہاں مہمان نہ ہوں گے مالک ہوں گے۔

(مراۃ المناجیح، ج۱،ص۴۳۳تا۴۳۴)

﴿2﴾ ایمان و اسلام کی تعریف

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ، شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعرِ، لَا یُرٰی عَلَیْہِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا أَحَدٌ، حَتّٰی جَلَسَ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ إِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِیْ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْھَدَ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) وَتُقِیْمَ الصَّلَاۃَ، وَتُؤْتِیَ الزَّکَاۃَ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَیْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْأَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ قَالَ فَأَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَأَخْبِرْنِیْ عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَأَنَّکَ تَرَاہُ فَإِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَإِنَّہٗ یَرَاکَ قَالَ فَأَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَۃِ قَالَ مَا الْمَسْؤُوْلُ عَنْھَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَأَخْبِرْنِیْ عَنْ أَمَارَتِھَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَۃُ رَبَّتَھَا وَأَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِیًّا ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا عُمَرُ

أَتَدْرِی مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان،الفصل الاول، الحدیث۲ ،ج۱ ،ص۲۱)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے (۱) جن کے کپڑے بہت سفید اور بال خوب کالے تھے (۲) ان پر آثار سفر ظاہر نہ تھے اور ہم میں سے کوئی اُنہیں پہچانتا بھی نہ تھا (۳) یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنوں شریف سے مس کردیئے (۴) اور اپنے ہاتھ اپنے زانو پر رکھے (۵) اور عرض کیا، اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اسلام کے متعلق بتائیے (۶) فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں (۷) اور نماز قائم کرو، زکوۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، کعبہ کا حج کرو اگر وہاں تک پہنچ سکو (۸) عرض کیا کہ سچ فرمایا ہم کو اُن پر تعجب ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے بھی ہیں اور تصدیق بھی کرتے ہیں (۹) عرض کیا، کہ مجھے ایمان کے متعلق بتائیے۔ فرمایا کہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخری دن کو مانو (۱۰) اور اچھی بری تقدیر کو مانو (۱۱) عرض کیا، آپ سچے ہیں عرض کیا مجھے احسان کے متعلق بتائیے (۱۲) فرمایا اللہ (عزوجل) کی عبادت ایسے کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو (۱۳) اگر یہ نہ ہوسکے تو خیال کرو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (۱۴) عرض کیا قیامت

کی خبر دیجے (۱۵) فرمایا کہ جس سے پوچھ رہے ہو وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ خبردار نہیں۔ عرض کیا، کہ قیامت کی کچھ نشانیاں ہی بتا دیجئے (۱۶) فرمایا کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی (۱۷) اور ننگے پاؤں، ننگے بدن والے فقیروں، بکریوں کے چرواہوں کو محلوں میں فخر کرتے دیکھو گے (۱۸) راوی فرماتے ہیں کہ پھر سائل چلے گئے میں کچھ دیر ٹھہرا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عمر جانتے ہو یہ سائل کون ہے میں نے عرض کیا، اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جانیں (۱۹) فرمایا، یہ حضرت جبرئیل تھے جو تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔

وضاحت:

(۱) یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو شکل انسانی میں حاضر ہوئے تھے جیسے بی بی مریم کے پاس مرد کی شکل میں گئے فرشتہ وہ نورانی مخلوق ہے جو مختلف شکلیں اختیار کرسکتی ہے۔ جن وہ آتشی مخلوق ہے جو ہر قسم کی شکل بن جاتی ہے مگر روح وہی رہتی ہے لہذا یہ اواگون نہیں۔

(۲) یعنی وہ مسافر نہ تھے ورنہ ان کے بال ولباس غبار میں اٹے ہوتے۔ خیال رہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بال کالے، کپڑے سفید (چٹے) ہونا شکل بشری کا اثر تھا ورنہ وہ خود نوری ہیں لباس اور سیاہ بالوں سے بری۔ ہاروت ماروت فرشتے شکل انسانی میں آکر کھاتے پیتے بلکہ صحبت بھی کرسکتے تھے۔ عصا موسوی سانپ کی شکل میں ہو کر سب کچھ نگل گیا تھا ایسے ہی ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نوری بشر ہیں کھانا، پینا، نکاح اس بشریت کے احکام ہیں روزۂ وصال میں نورانیت کی جلوہ

گری ہوتی تھی بغیر کھائے پیئے عرصہ دراز گزار لیتے تھے آج صد ہا سال سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر کھائے پیے آسمان پر جلوہ گر ہیں یہ نورانیت کا ظہور ہے۔

(۳) یعنی وہ مدینہ کے باشندے نہ تھے ورنہ ہم انہیں پہچانتے ہوتے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تو اُنہیں خوب پہچانتے تھے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

(۴) یعنی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے بہت قریب بیٹھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت جبرئیل (علیہ السلام) کو پہچان لیا تھا ورنہ پوچھتے کہ تم کون ہو اور اس طرح مل کر مجھ سے کیوں بیٹھتے ہو۔

(۵) جیسے نمازی التحیات میں دوزانو بیٹھتا ہے آجکل زائرین روضہ مطہرہ پر نماز کی طرح کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں اس ادب کی اصل یہ حدیث ہے حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے قیامت تک کے مسلمانوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا ادب سکھا دیا اور بتا دیا کہ نماز کی طرح یہاں کھڑا ہونا اور بیٹھنا حرام نہیں، ہاں سجدہ یا رکوع کرنا حرام ہے۔

(۶) اسلام کبھی ایمان کے معنی میں ہوتا ہے کبھی اسکے علاوہ، یہاں دوسرے معنٰی میں ہے یعنی ظاہر کا نام اسلام ہے۔ باطنی عقائد کا نام ایمان اسی لیے یہاں شہادت واعمال کا ذکر ہوا۔

(۷) کلمہ پڑھنے سے مراد سارے اسلامی عقائد کا مان لینا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں الحمد پڑھنا واجب ہے "یعنی پوری سورت فاتحہ" لہٰذا اس حدیث کی بنا پر اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تمام اسلامی فرقے مرزائی چکڑالوی وغیرہ مسلمان ہیں۔

کیونکہ یہ لوگ اسلامی عقائد سے ہٹ گئے۔

(۸) اس میں بظاہر حضرت جبرئیل سے خطاب ہے، اور درحقیقت مسلمان انسانوں سے، ورنہ فرشتوں پر نماز، روزہ، حج وغیرہ اعمال فرض نہیں رب (عزوجل) فرماتا ہے "وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ" خیال رہے کہ یہ اعمال اسلام کا جزو نہیں کہ ان کا تارک کافر ہو جائے یہاں کمالِ اسلام کا ذکر ہے تارکِ اعمال مسلمان تو ہے مگر کامل نہیں۔

(۹) کیونکہ پوچھنا نہ جاننے کی علامت ہے اور تصدیق کرنا جاننے کی علامت اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم گذشتہ تمام آسمانی کتابوں سے واقف ہیں کہ رب (عزوجل) نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں فرمایا: مُصَدِّقًا لِّمَامَعَکُمْ۔

(۱۰) خیال رہے کہ عَنِ الْاِیْمَان میں ایمان اصطلاحی مراد ہے اور اَنْ تُؤْمِن میں ایمان لغوی یعنی ماننا لہٰذا یہ تَعْرِیْفُ الشَّیْءِ بِنَفْسِہٖ بھی نہیں اور اس میں دَوْر بھی نہیں تمام فرشتوں، نبیوں، کتابوں پر اجمالی ایمان کافی ہے گویا کہ قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر تفصیلی ایمان لازم ہے۔

(۱۱) اس طرح کہ ہر بری بھلی بات جو ہم کر رہے ہیں، اللہ (عزوجل) کے علم میں پہلے ہی سے ہے اور اس کی تحریر ہو چکی ہے تقدیر کے معنی ہیں اندازہ کرنا تقدیر دو قسم کی ہے مبرم اور معلق۔ مبرم میں تبدیلی نہیں ہو سکتی جب کے معلق دعا واعمال وغیرہ سے بدل سکتی ہے، جیسا کہ ابلیس کی دعا سے اس کی عمر بڑھ گئی فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ حضرت آدم (علیہ السلام) کی دعا سے داوٗد (علیہ السلام) کی عمر ساٹھ سال کے بجائے سو برس ہو گئی۔

(۱۲) رب (عزوجل) فرماتا ہے: لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وغیرہ ان آیات میں احسان سے کیا مراد ہے جواب ملا کہ اخلاصِ عمل۔

(۱۳) کہ اگر تو خدا کو دیکھتا تو تیرے دل میں کس درجہ اس کا خوف ہوتا اور کس طرح تو سنبھل کر عمل کرتا، ایسے ہی خوف کے ساتھ دل لگا کر درست عمل کر۔

(۱۴) یوں تو ہر وقت ہی سمجھو کہ رب تمھیں دیکھ رہا ہے مگر عبادت کی حالت میں تو خاص طور پر خیال رکھو، تو ان شاء اللہ عبادت آسان ہوگی، دل میں حضور اور عاجزی پیدا ہوگی، آنکھوں میں آنسو آئیں گے اللہ (عزوجل) ہم سب کو اخلاص نصیب کرے (امین)

(۱۵) کہ کس دن، کس تاریخ اور کس مہینے، کس سال ہوگی، معلوم ہوتا ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ (عزوجل) نے قیامت کا علم دیا ہے کیونکہ جاننے والے سے ہی پوچھا جاتا ہے یہاں جبرائیل امین حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے امتحان یا اظہارِ عجز کیلئے تو سوال کرنہیں رہے ہیں، بلکہ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کا علم تو ہے مگر اس کا اظہار نہ فرمایا، خیال رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے موقعوں پر قیامت کا دن بھی بتادیا، مہینہ بھی، تاریخ بھی کہ فرمایا جمعہ کو ہوگی دسویں تاریخ، محرم کے مہینہ میں ہوگی۔

(۱۶) یہاں علم کی نفی نہیں ورنہ فرمایا جاتا لَا اَعْلَمُ۔ میں نہیں جانتا بلکہ زیادتی علم کی نفی ہے۔ یعنی اس کا مجھے تم سے زیادہ علم نہیں، مقصد یہ ہے کہ اے جبرائیل علیہ السلام یہاں لوگوں کا مجمع ہے اور قیامت کا علم اسرارِ الٰہیہ میں سے ہے۔ یہ راز مجھ سے کیوں

فاش کراتے ہو، حق یہ ہے کہ اللہ (عزوجل) نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کا علم بھی دیا (تفسیر صاوی وغیرہ) اسی لیے حضرت جبرائیل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال کیا۔

(۱۷) یعنی اگر قیامت کی خبر دینا خلافِ مصلحت ہے تو اس کی خصوصی علامات ہی بتا دیجئے۔ اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کا علم ہے علامتیں واقف ہی سے پوچھی جاتی ہیں۔

(۱۸) یعنی اولاد نافرمان ہوگی، بیٹا ماں سے ایسا سلوک کرے گا جیسا کوئی لونڈی سے تو گویا ماں اپنے مالک کو جنے گی۔

(۱۹) یعنی دنیا میں ایسا انقلاب آئے گا کہ ذلیل لوگ عزت والے بن جائیں گے اور عزیز لوگ ذلیل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آج دیکھا جا رہا ہے۔ بادشاہ سکندر ذوالقرنین نے حکم دیا تھا کہ کوئی پیشہ ور اپنا موروثی پیشہ نہیں چھوڑ سکتا تا کہ عالم کا نظام نہ بگڑ جائے۔ معلوم ہوا کہ کمینوں کا اپنا پیشہ چھوڑ کر اونچا بن جانا علامتِ قیامت ہے۔ اور اس سے نظام عالم کی تباہی ہے۔

(۲۰) یہ صحابہ علیہم الرضوان کا ادب ہے کہ علم اللہ (عزوجل) اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے سپرد کرتے ہیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اللہ (عزوجل) کے ساتھ ملا کر کرنا شرک نہیں، بلکہ سنت صحابہ علیہم الرضوان ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ اور رسول جانیں، اللہ اور رسول فضل کریں، اللہ اور رسول رحم فرمادیں، اللہ اور رسول بھلا کرے دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر تھی کہ یہ سائل جبریل تھے ورنہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) فرما دیتے کہ مجھے بھی خبر نہیں یہ کون

تھے۔

(۲۱)یعنی اس لیے آئے تھے کہ تمھارے سامنے مجھ سے سوالات کریں تم جوابات سن کر دین سیکھ لواس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت واجب ہے نہ کہ جبرائیل کی کہ یہاں جبرائیل نے حاضرین سے خود نہ کہہ دیا کہ لوگو! میں جبرائیل ہوں مجھ سے فلاں فلاں بات سیکھ لو بلکہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) سے کہلوایا تاکہ لوگوں کیلئے قابل قبول ہو، جبرائیل کے معنی ہیں ''عبداللہ'' جبر بمعنی عبد، ایل بمعنی اللہ بزبان عبرانی۔

(۲۲)یعنی پانچ چیزیں رب عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کب ہوگی، بارش کب آئے گی، ماں کے پیٹ میں کیا ہے اور میں کل کیا کروں گا اور میں کہاں مروں گا اس میں سورت لقمان کی آخری آیت کی طرف اشارہ ہے اس آیت وحدیث کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ عزوجل نے کسی کو یہ علم دیئے بھی نہیں کاتبِ تقدیر فرشتہ اور ملک الموت کو یہ علوم بخشے گئے ہمارے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے بدر کی جنگ سے پہلے زمین پر خطوط کھینچ کر فرمایا کہ کل یہاں فلاں فلاں کافر مارا جاوے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ علوم خمسہ قیاس، تخمینہ، حساب سے معلوم نہیں ہوسکتے صرف وحیِ الٰہی سے ان کا پتہ لگ سکتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج۱، ص۲۴ تا ۲۷)

﴿3﴾استغفار وتوبہ کی اھمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ إِنِّى لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبۃ، الفصل الاول،الحدیث ۲۳۲۳، ج۱، ص۴۳٤)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے رب (عزوجل) کی قسم میں ایک دن میں ستر بار سے زیادہ رب (عزوجل) سے مغفرت مانگتا ہوں اوراس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۔

وضاحت:

توبہ واستغفار روزے نماز کیطرح عبادت بھی ہے، اسی لیے حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر عامل تھے یا یہ عمل ہم گناہگاروں کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم معصوم ہیں گناہ آپ کے قریب بھی نہیں آتا، صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گناہ کرکےتوبہ کرتے ہیں اور وہ حضرات عبادت کرکےتوبہ کرتے ہیں۔

زاہداں از گناہ توبہ کنند　　عارفاں ازعبادت استغفار

(مراۃ المناجیح، ج۳،ص۳۵۳)

﴿4﴾ معجزاتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنْ جَابِرٍ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ عَطِشَ النَّاسُ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّۃِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ یَدَیْہِ رَکْوَۃٌ فَتَوَضَّأَ مِنْھَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَہٗ قَالُوْا لَیْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِہٖ وَنَشْرَبُ إِلَّا مَا فِیْ رَکْوَتِکَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ فِی الرَّکْوَۃِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَفُوْرُ مِنْ بَیْنِ أَصَابِعِہٖ کَأَمْثَالِ الْعُیُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِیْلَ لِجَابِرٍ کَمْ کُنْتُمْ یَوْمَئِذٍ قَالَ لَوْ کُنَّا مِائَۃَ أَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشَرَۃَ مِائَۃً۔

(مشکوٰۃ کتاب احوال القیامۃ،باب فی المعجزات،الحدیث ۵۸۸۲،ج۲،ص۳۸۳)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگ حدیبیہ کے دن پیاسے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ایک ڈول تھا(۱) جس سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے وضو کیا پھر لوگ اس طرف دوڑ پڑے بولے ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضو کریں اور پئیں سوا اس پانی کے جو آپ کے ڈول میں ہے (۲) پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا ہاتھ ڈول میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا (۳) فرمایا کہ ہم نے پیا اور وضو کیا (۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ تم کتنے تھے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو کافی ہوتا، ہم پندرہ سو تھے۔ (۵)

وضاحت:

(۱) یعنی صلح حدیبیہ کے دن حدیبیہ کنویں کا پانی ہم نے تھوڑی دیر میں ہی خشک کردیا جیسے کہ عرب کے کنوؤں کا حال ہوتا ہے اب پانی صرف ایک چمڑے کے ڈول میں تھا۔ جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے رکھا ہوا تھا ''رکوہ'' حمیرہ کا ایک ڈول یا بڑالوٹا جس سے وضو وغیرہ کیا جاوے۔

(۲) یعنی اسلامی فوج بغیر پانی کے ہے، پیاسی بھی ہے، وضووغیرہ کی بھی اسے ضرورت ہے اور پانی صرف اتنا ہے جتنا آپ کے ساتھ ہے۔

(۳) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے افضل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مارا تو اس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے کیونکہ پتھر سے پانی جاری کردینا واقعی معجزہ ہے مگر انگلیوں سے پانی کے چشمے بہادینا بڑا معجزہ ہے۔ اعلیٰ حضرت قُدِّس سرہٗ نے خوب فرمایا۔

اونگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنج آب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(۵) خوش نصیب تھے وہ حضرات جنہیں اس پانی سے وضو نصیب ہو گیا۔ جس سے ان کے ظاہر باطن دونوں پاک ہوئے یہ پانی تمام پانیوں سے افضل تھا حتی کہ آب زم زم سے بھی (ازمرقاۃ)

(۶) خیال رہے کہ اہل حدیبیہ کی تعداد میں مختلف روایات ہیں چودہ سو، پندرہ سو، تیرہ سو مگر تحقیق یہ ہے کہ ان کی تعداد پندرہ سو پچیس تھی باقی روایات یا تو تخمینی ہیں یا

راوی کی اطلاع کے مطابق ہیں کہ انہیں اطلاع یہ ہی پہنچی (مرقاۃ) آپ یہ بتا رہے ہیں کہ ہم اس دن قریباً پندرہ سو تھے مگر پانی کے جوش اور کثرت کا عالم یہ تھا کہ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی سب کے پینے، وضوو غسل کو کافی ہوتا۔

(مراۃ المناجیح، ج۸، ص۱۸۱تا۱۸۲)

﴿5﴾ مناقب علی رضی اللہ عنہ

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رسولُ اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وسلّم أَنَا دارُ الحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ (مشکوٰۃ کتاب المناقب،باب مناقب علی،الفصل الثانی ،الحدیث ٦٠٩٦ ،ج٢،ص٤٢٩)

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشادفرمایا کہ میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

وضاحت:

یعنی جیسے گھر کی جو چیز ملتی ہے دروازہ سے ملتی ہے ایسے ہی میرے علم سے جو کچھ جسے ملے گا علی کے ذریعہ سے ملے گا۔خیال رہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے علوم بہت ہیں اوران علوم کے بہت دروازے ہیں حضرت علی ولایت اور قضا کے دروازہ ہیں کہ فرمایاوَاَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ۔حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم تجوید یعنی قرات کے دروازہ ہیں فرمایا اِنَّہٗ اَقْرَأُکُمْ اورحضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم فرائض کے دروازہ ہیں فرمایا اِنَّہٗ اَفْرَضُکُمْ اورحضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم حلال وحرام کے دروازہ ہیں کہ ھُوَ اَعْلَمُکُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے علوم جنت سے زیادہ وسیع ہیں جب جنت کے آٹھ دروازے ہیں لَھَا ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ تو تا معلوم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے علم کے کتنے دروازے ہیں۔جن میں سے ایک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں ہر صحابی

حضور کے کسی نہ کسی فیض کا دروازہ ہیں فرمایا أَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ (مرقاۃ) صوفیا فرماتے ہیں کہ علم ولایت کے حضرت علی قاسم ہیں۔ہم نے عرض کیا ہے۔

ہوں چشتی قادری یا سہروردی نقشبندی ہوں
ولایت کا انہی کے ہاتھ سے سب کو ملا ٹکڑا

غرض کہ یہاں حصر کا کوئی لفظ نہیں کہ صرف علی دروازہ ہیں اور دوسرا انہیں بعض روایات میں ہے کہ میں علم کا شہر ہوں ابوبکر اس کی بنیاد ہے عمر اس کی دیوار عثمان اس کی چھت اور علی دروازہ ہے اسے مرقات نے بحوالہ کتاب الفردوس نقل فرمایا۔اسی جگہ غرض کہ اگر علم سے مراد علم طریقت ہے تو صرف حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم اس کا دروازہ ہیں اور اگر علم شریعت مراد ہے تو حضرت علی درواز وں میں سے ایک دروازہ ہیں۔

(مراۃ المناجیح، ج۸،ص۴۲۰تا۴۲۱)

﴿6﴾ مناقب عثمان غنی رضی اللہ عنہ

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ

(مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان۔الفصل الثانی، الحدیث ۶۰۷۰، ج۲، ص ۴۲۴)

ترجمہ:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہر نبی کا کوئی ساتھی ہوتا ہے میرے ساتھی یعنی جنت میں عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

وضاحت:

یعنی میرے خصوصی ساتھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ ہوں گے ورنہ مطلقا ساتھی اور بہت سے خوش نصیب حضرات بھی ہوں گے چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ میرے خاص دوست ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہوں گے۔

(مراۃ المناجیح، ج۸، ص۳۹۳)

﴿7﴾ مناقب اھل بیت رضی اللہ عنھم اجمعین

عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي حَجَّتِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَآءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي اَهْلُ بَيْتِي۔ (مشكوة، كتاب المناقب، باب مناقب اهل بيت، الفصل الثانى، الحديث ٦١٥٢، ج٢، ص ٤٣٨)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کو آپ کے حج میں عرفہ کے دن دیکھا جب آپ اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ پڑھ رہے تھے (۱) میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ جب تک تم ان کو تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے، اللہ (عزوجل) کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت۔ (۲)

وضاحت:

(۱) قصواء حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اونٹنی کا نام تھا بعض لوگوں نے سمجھا ہے کہ چونکہ اس کا کان کٹا ہوا تھا اس لیے اس کو قصواء کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

ہوتے صدقے کبھی ناقہ کے کبھی محمل کے
ساربان کے کبھی ہاتھو ں کی بلائیں لیتے
دشت طیبہ میں تیرے ناقہ کے پیچھے پیچھے
دھجیاں جیب وگریباں کی اڑاتے جاتے

حضور انور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) نے حجۃ الوداع کا خطبہ اسی اونٹنی پر دیا تھا۔

(۲) عترت کے معنی۔قوم ،اقارب ،نزدیکی لوگ، ایک دادا کی اولاد، اور گھر والے ہیں، اَہۡلُ بَیۡتِیۡ فرما کر عترت کی تفسیر فرمادی کہ یہاں عترت سے مراد اہل بیت ہیں قرآن پکڑنے سے مراد ہے اس کے اوپر عمل کرنا عترت کو پکڑنے سے مراد ہے ان کا احترام کرنا ان کی روایات پر اعتماد کرنا ان کے فرمانوں پر عمل کرنا اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف اہل بیت ہی کو پکڑو باقی کو چھوڑ دو صحابہ کے متعلق ارشاد فرمایا اَصۡحَابِیۡ کَالنُّجُوۡمِ بِاَیِّھِمۡ اِقۡتَدَیۡتُمۡ اِھۡتَدَیۡتُمۡ اہل بیت امت کیلئے کشتی ہیں صحابہ امت کیلئے تارے ہیں سمندر کے سفر میں دونوں کی ضرورت ہے اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ اہل بیت رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) خواہ ازواج پاک ہوں یا اولاد سب ہمیشہ ہدایت پر رہیں گے کبھی گمراہ یا بے راہ نہ ہوں گے بعض شارحین نے کہا ہے کہ اہل بیت کی اطاعت ان احکام میں ضروری ہے جو خلاف شرع نہ ہوں مگر حق یہ ہے کہ وہ حضرات نہ تو خلاف شرع کوئی کام کرتے ہیں اور نہ اس کا حکم دیتے ہیں (مرقات) بعض جاہل کہتے ہیں کہ یہاں اہل بیت سے مراد قیامت تک کے سید ہیں مگر یہ غلط ہے سید کہلانے والے لوگ بعض مرزائی شیعہ وغیرہ ہیں بعض فساق پھر ان کی اطاعت کیسی ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی جاوے۔ (مراۃ المناجیح، ج۸،ص۴۶۷)

﴿8﴾ دم کرنا جائز ہے

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ :بَيْنا رسول اللّٰه صَلّی الله علیه وسَلّمَ ذاتَ لَيلةٍ يُصلّي فَوَضَعَ يـدَه على الأرضِ فلدغتُه عقرَبٌ فَنَاولَها رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِنعْله فقَتَلها ، فلَمّا اِنْصرَفَ قال: لعنَ اللّٰهُ العقربَ، ما تدَعُ مُصَلّياً،ولا غيرَه أونبيّاً وغيرَه ، ثم دعا بمِلْحٍ وماءٍ فجعله في إناءٍ ثمّ جعلَ يصُبُّه على إصبعه حيثُ لدغتُه ويمسحُها ، ويعوّذها بالمعوّذتين۔

(مشكوٰة المصابيح ، كتاب الطب والرقى ، باب الفصل الثالث ، الحديث ٤٥٦٧، ج٢ ، ص ١٤٩)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ اس درمیان کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایک رات نماز پڑھ رہے تھے آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا تو بچھو نے کاٹ لیا(۱) تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے جوتہ شریف سے اسے مارا حتّٰی کہ اسے قتل کردیا پھر جب فارغ ہوئے تو فرمایا اللہ عزوجل بچھو پر لعنت کرے نمازی غیرنمازی نبی غیرنبی کسی کو نہیں چھوڑتا(۲) پھر نمک اور پانی منگایا پھر اسے برتن میں ڈالا پھر اسے اپنی انگلی پر ڈالنے لگے جہاں بچھو نے کاٹا تھا اسے پونچھنے لگے اور اس پر سورہ فلق وناس سے دم کرنے لگے۔(۳)

وضاحت:

(۱) آپ کے بائیں ہاتھ کی انگلی پر کاٹ لیا جسم نبی پر زہر، ڈنک، تلوار اثر کرسکتی ہے یہ واردات بشریت پر وارد ہوتی ہے

(۲) بعض روایات میں ہے کہ اسے مار کر فرمایا کہ بچھو موذی ہے اسے حل وحرم ہر جگہ ماردو موذی وہ جانور ہے جو اپنے نفع کے بغیر انسان کا نقصان کردے لہٰذا کھٹل، جوں، موذی نہیں کہ انسان کو کاٹتی ہے مگر اپنا پیٹ بھرنے کیلئے۔

(۳) یہ ہے دوا اور دعا کا اجتماع نمک و پانی بھڑ (تنبوڑی) اور بچھو وغیرہ کے کاٹے کیلئے بہت ہی مفید ہے۔ یمسحھا سے معلوم ہوا کہ دم کرتے وقت بیماری کی جگہ پر ہاتھ پھیرنا سنت ہے بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے مریض پر سورت فاتحہ پڑھ کر دم فرماتے۔ (مراۃ، ج۶ص۲۴۷)

﴿9﴾زبان کی حفاظت

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب حفظ اللسان ......الخ، الفصل الاول، الحدیث ۴۸۱۲، ج۲، ص ۱۸۹)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت سہل بن سعد سے فرماتے ہیں فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جو کوئی مجھے اپنے دو جبڑوں اور دو پاؤں کے درمیان کی چیز کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

وضاحت:

دو جبڑوں کے درمیان کی چیز زبان وتالو وغیرہ ہے اور دو پاؤں کے بیچ کی چیز شرمگاہ ہے یعنی اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت ناجائز باتیں کرنے سے بچائے اپنے منہ کو حرام غذا سے محفوظ رکھے، اپنی شرمگاہ کو زنا کے قریب نہ جانے دے ظاہر بات ہے ایسا مسلمان مومن متقی ہوگا۔ خیال رہے کہ قریباً اسّی فیصدی گناہ زبان سے ہوتے ہیں جو اپنی زبان کی پابندی کرے وہ چوری ڈکیتی قتل بھی نہیں کرتا انسان جرم جبھی کرتا ہے جبکہ جھوٹ بولنے پر آمادہ ہوجاوے کہ اگر پکڑا گیا تو میں انکار کردوں گا جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ ضمانت تاقیامت انسانوں کیلئے ہے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ضمانت خدا (عزوجل) کی ضمانت ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج۶، ص۴۴۷)

﴿10﴾ اللہ عزوجل سے محبت کی برکت

عن أنسٍ أنّ رجلاً قال یا رسولَ اللّٰہ! متی السّاعةُ؟ قال ویلَکَ! وما أعددتَ لھا؟ قال ما أعددتُ لھا إلّا أنّی أُحِبُّ اللّٰہَ ورسولَہٗ قال انتَ مع من احببتَ قال انس فما رایتُ المسلمینَ فرحوا بشیءٍ بعدَ الإسلامِ فرحَھُم بھا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب الحب فی اللہ.....الخ، الفصل الاول، الحدیث ۵۰۰۹، ج۲، ص ۲۱۸)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قیامت کب ہے فرمایا افسوس تجھ پر! تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟(۱) وہ بولا میں نے اس کی تیاری کوئی نہیں کی بجز اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں(۲) فرمایا تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہو حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام کے بعد کسی چیز پر ایسا خوش ہوتے نہ دیکھا جیسا کہ وہ اس سے خوش ہوئے۔(۳)

وضاحت:

(۱) یہ افسوس غضب کے لئے نہیں کرم کیلئے ہے جیسے حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا عَلٰی رَغمِ اَنفِ اَبِی ذَرٍّ اس کلمہ کا مزا وہ جانے جسے دل سے لگی ہو یا مقصد یہ ہے کہ تو اعمال تو کرتا نہیں صرف قیامت کے متعلق پوچھتا ہے

(۲) یہ صاحب بڑے متقی، پرہیز گار، عبادت گزار تھے مگر انہوں نے اپنے اعمال کو قیامت کی تیاری قرار نہ دیا کہ یہ سب نیکیاں تو اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ہے جو مجھے دنیا میں مل چکیں اور مل رہی ہیں آخرت کی تیاری صرف یہ ہے کہ مجھے اس برات کے دولہا سے محبت ہے دولہا سے تعلق اس سے محبت برات کے کھانے والے، جوڑے انعام کا مستحق بنادیتے ہیں۔ (صاحبِ) مرقات نے فرمایا کہ اللہ رسول سے محبت سائرین اور طائرین کے مقامات میں سے اعلیٰ مقام ہے ساری عبادات محبت کی فروع ہیں۔مگر محبت کے ساتھ اطاعت بلکہ متابعت ضروری ہے برات کا کھانا صرف عمدہ لباس سے نہیں ملتا بلکہ دولہا کے تعلق سے ملتا ہے اگر رب تعالیٰ سے کچھ لینا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے تعلق پیدا کر۔

(۳) یعنی حضرات صحابہ کرام کو سب سے بڑی خوشی تو اپنے اسلام لانے پر ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مومن صحابی بننے کی توفیق بخشی اس کے بعد آج یہ فرمان عالی سن کر بڑی خوشی ہوئی اس خوشی کیوجہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر دل و جان سے فدا تھے۔ان میں سے بعض تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے بغیر چین نہ پاتے تھے انہیں کھٹکا تھا کہ مدینہ منورہ میں تو ہم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ہمراہی نصیب ہے کہ یار نے مدینہ میں اپنا کاشانہ بنایا ہے مگر جنت میں کیا بنے گا کہ حضور انور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا مقام اعلیٰ علیین سے بھی اعلیٰ ہوگا ہم کسی اور درجہ میں ہوں گے آج حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے پردہ اٹھا دیا تمام کو تسلی دے دی فرما دیا کہ جس کو مجھ سے صحیح محبت ہوگی اسے مجھ سے فراق نہ ہوگا میرے ساتھ ہی رہے گا خیال رہے کہ یہاں درجہ کی ہمراہی یا برابری مراد نہیں بلکہ ایسے ہمراہی مراد ہے جیسے

سلطان کے خاص خدام سلطان کے ساتھ اس کے بنگلے میں رہتے ہیں سب سے بڑا خوش نصیب وہ ہے جسے کل حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا قرب نصیب ہوجائے اس قرب کا ذریعہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ذریعہ اتباع سنت، کثرت سے درود شریف کی تلاوت، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے حالات طیبہ کا مطالعہ اور محبت والوں کی صحبت ہے یہ صحبت اکسیر اعظم ہے ۔

(مراۃ المناجیح، ج۶،ص۵۸۹)

﴿11﴾ کسب حلال کی اہمیت

عَنْ عبدِ اللّٰہِ ، قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم: طلَبُ کسُبِ الحَلالِ فَرِیضۃٌ بعدَ الفریضۃِ۔

(مشکوۃ المصابیح ، کتاب البیوع ، باب الکسب وطلب الحلال الفصل الثالث ، الحدیث ۲۷۸۱، ج ۱ ، ص ۵۱۷)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حلال کمائی کی تلاش (۱) ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے۔ (۲)

وضاحت:

(۱) کسب بمعنی مکتسب ہے یعنی پیشہ اور حلال حرام کا مقابل بھی ہے اور مشتبہات کا بھی کیونکہ حرام کمائی کی تلاش حرام ہے اور مشتبہ کی مکروہ (مرقاۃ) تلاش سے مراد جستجو کرنا اور حاصل کرنا ہے۔

(۲) یعنی عبادات فرضیہ کے بعد یہ فرض ہے کہ اس پر بہت سے فرائض موقوف ہیں خیال رہے کہ یہ حکم سب کیلئے نہیں ، صرف ان کیلئے ہے جن کا خرچ دوسروں کے ذمّہ نہ ہو بلکہ اپنے ذمّہ ہو ، اور اس کے پاس مال بھی نہ ہو ، ورنہ خود مالدار پر اور چھوٹے بچوں پر فرض نہیں ، یہ خیال رہے کہ بقدر ضرورت معاش کی طلب ضروری ہے ، صرف اکیلے کو اپنے لائق بال بچوں والے کو ان کے لائق کمانا ضروری ہے بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ فرمانے سے معلوم ہوا کہ کمائی کی فرضیّت نماز روزہ کی فرضیّت کی مثل نہیں کہ اس کا منکر کافر ہو اور تارک فاسق۔ (مرآۃ المناجیح ، ج ۴ ، ص ۲۳۹)

﴿12﴾ غصب کی مذمت

عن سَعِید بن زید قَالَ قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ مَنُ أَخَذَ شِبُرًا مِنَ الْأَرُضِ ظُلُمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوُمَ الْقِيَامَةِ مِنُ سَبُعِ أَرضِينَ۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الاول، الحدیث ۲۹۳۸، ج۱، ص ۵۴۲)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت سعید بن زید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو بالشت بھر زمین ظلماً لے لے تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

وضاحت:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمین کے سات طبقے اوپر نیچے ہیں صرف سات ملک نہیں پہلے تو اس غاصب کو زمین کے سات طبق کا طوق پہنایا جائے گا پھر اسے زمین میں دھنسایا جائے گا لہذا جن احادیث میں ہے کہ اسے زمین میں دھنسایا جائے گا وہ احادیث اس حدیث کے خلاف نہیں یہ حدیث بالکل ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ اس غاصب کی گردن اتنی لمبی کردے گا کہ اتنی بڑی ہنسلی اس میں آجائے گی [illegible]

(مرآۃ [illegible] ص ۳۱۴)

﴿13﴾ فضیلت مدینہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَمُتْ بِھَا فَإِنِّیْ أَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِھَا۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب المناسک، باب حرم المدینۃ ......الخ، الفصل الثانی، الحدیث، ۲۷۵۰، ج۱، ص ۵۱۱)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو مدینہ میں مر سکے وہ وہاں ہی مرے کیونکہ میں مدینہ میں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔

وضاحت:

ظاہر یہ ہے کہ یہ بشارت اور ہدایت سارے مسلمانوں کو ہے نہ کہ صرف مہاجرین کو یعنی جس مسلمان کی نیت مدینہ پاک میں مرنے کی ہو وہ کوشش بھی وہاں ہی مرنے کی کرے کہ خدا (عزوجل) نصیب کرے تو وہاں ہی قیام کرے خصوصاً بڑھاپے میں اور بلاضرورت مدینہ پاک سے باہر نہ جائے کہ موت و دفن وہاں کا ہی نصیب ہو، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کرتے تھے کہ مولا مجھے اپنے محبوب کے شہر میں شہادت کی موت دے آپ کی دعا ایسی قبول ہوئی کہ سبحان اللہ فجر کی نماز مسجد نبوی، محراب النبی، مصلّٰی نبی اور وہاں شہادت۔ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ تیس چالیس سال سے مدینہ منورہ میں ہیں حدود مدینہ بلکہ شہر مدینہ سے بھی باہر نہیں جاتے اسی خطرہ سے کہ موت باہر نہ آجائے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا بھی یہ ہی دستور رہا

یہاں شفاعت سے مراد خصوصی شفاعت ہے گنہگاروں کے سارے گناہ بخشوانے کی شفاعت اور نیک کاروں کے بہت درجے بلند کرنے کی شفاعت ورنہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی ساری ہی امت کی شفاعت فرمائیں گے خیال رہے کہ مدینہ پاک میں رہنا بھی افضل وہاں مرنا بھی اعلیٰ وہاں دفن ہونا بھی بہتر بعض صحابہ بعد موت مدینہ میں لاکر دفن کیے گئے اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص مدینہ پاک میں مرنے دفن ہونے کی کوشش کرے وہ ان شاء اللہ (عزوجل) ایمان پر مرے گا کیونکہ اس کیلئے شفاعتِ خاص کا وعدہ ہے شفاعت صرف مومن کی ہوسکتی ہے۔

(مراۃ المناجیح، ج۴، ص۲۲۲)

﴿14﴾ حقوق مسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِیَادَةُ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ۔

(مشکوۃ المصابیح ، کتاب الجنائز ، باب عیادۃ المریض الفصل الاول ،الحدیث ١٥٢٤، ج١ ، ص ٢٩٣)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) نے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں [1] سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، چھینک کا جواب دینا۔ [2]

وضاحت:

(۱) یہ پانچ کی تعداد حصر کیلئے نہیں بلکہ اہتمام کیلئے ہے یعنی پانچ حق بہت شاندار اور ضروری ہیں کیونکہ یہ قریباً سارے فرض کفایہ اور کبھی فرض عین ہیں لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں زیادہ حقوق بیان ہوئے۔ خیال رہے کہ یہ اسلامی حقوق ہیں مسلمان فاسق ہو یا متقی سب کے ساتھ یہ برتاوے کیے جائیں کافروں کا ان میں سے کوئی حق نہیں۔

(۲) بیمار کی عیادت اور خدمت یوں ہی جنازے کے ساتھ جانا عام حالات میں سنت ہے لیکن جب کوئی یہ کام نہ کرے تو فرض ہے کبھی فرض کفایہ کبھی فرض عین یوں ہی دعوت میں شرکت کھانے کیلئے یا وہاں انتظام یا کام کاج کیلئے سنت ہے کبھی

فرض لیکن اگر خاص دستر خوان پر ناجائز کام ہوں جیسے شراب کا دور یا ناچ گانا تو شرکت ناجائز ہے چھینکنے والا الحمدللہ کہے تو سننے والے سب یا ایک جواب میں کہیں یَرْحَمُكَ اللّٰهُ پھر چھینکنے والا کہے یَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ اور اگر وہ حمد نہ کرے یا اسے زکام ہے کہ بار بار چھینکتا ہے تو وہ پھر جواب دینا ضروری نہیں سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا فرض مگر ثواب سلام کا زیادہ ہے یہ ان سنتوں میں سے ایک ہے جس کا ثواب فرض سے زیادہ ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج۲،ص۴۰۳)

---

۱ سلام کا جواب فوراً دینا "واجب" ہے۔ (بہار شریعت جلد سوم، حصہ شانزدھم، صفحہ ۸۹)

۲ اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے سلام کرنا یا جواب دینا۔ کسی نے کہا جواب دینا افضل ہے کیونکہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ بعض نے کہا کہ سلام کرنا افضل ہے کہ اس میں تواضع ہے۔ جواب تو سبھی دے دیتے ہیں مگر سلام کرنے میں بعض مرتبہ بعض لوگ کسرِ شان سمجھتے ہیں۔
(بہار شریعت جلد سوم، حصہ شانزدھم، صفحہ ۸۹)

﴿15﴾ فضائل قرآن

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی، الحدیث ۲۱۳۴، ج ۱، ص ۴۰۲)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ قرآن والے سے کہا جائے گا (۱) پڑھ اور چڑھ (۲) اور یونہی آہستگی سے تلاوت کر جیسے دنیا میں کرتا تھا آج تیرا ٹھکانہ و مقام وہاں ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے۔ (۳)

وضاحت:

قرآن والے سے مراد وہ مسلمان ہے جو ہمیشہ تلاوت کرتا ہو اور اس پر عامل ہو، وہ شخص نہیں کہ جو قرآن پڑھتا ہو اور قرآن اس پر لعنت کرتا ہو کہ یہ تلاوت تو عذاب الٰہی کا باعث ہے بعض آریہ اور عیسائی بھی قرآن پاک پر اعتراضات کرنے کیلئے قرآن پاک پڑھتے بلکہ حفظ تک کر لیتے ہیں پنڈت کالی چرن چودہ پاروں کا حافظ ہوا

(۲) جنت کے درجے اوپر تلے ہیں جس قدر درجے کی بلندی اسی قدر بہتر انشاءاللہ اس دن تلاوت قرآن مومن کیلئے پروں کا کام دے گی یا اس سے مراتب

قربِ الٰہی میں ترقی کرنا مراد ہے یعنی تلاوت کرتا جا اور مجھ سے قریب تر ہوتا جا۔

(۳) یعنی جہاں تیرا پڑھنا ختم، وہاں تیرا چڑھنا ختم، وہاں اسی قدر تلاوت کر سکے گا جس قدر تلاوت دنیا میں کرتا تھا اور جس طرح آہستہ یا جلدی یہاں تلاوت کرتا تھا اسی طرح وہاں کرے گا اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت کے چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ درجے ہیں کیونکہ قرآن مجید کی آیات اتنی ہی ہیں اور ہر آیت پر ایک درجہ ملتا ہے اگر درجے اس سے کم ہوں تو یہ حساب کیسے درست ہو اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان (مرقاۃ) دوسرے یہ کہ جنت میں کوئی عبادت نہ ہوگی سوائے تلاوت قرآن کے۔ مگر یہ تلاوت لذت اور ترقیٔ درجات کیلئے ہوگی جیسے فرشتوں کی تسبیح تیسرے یہ کہ دنیا میں تلاوتِ قرآن کریم کا عادی بعدِ موت ان شاء اللہ حافظ قرآن ہو جائے گا ورنہ یہ شخص وہاں بغیر دیکھے سارا قرآن کیسے پڑھے گا چوتھے یہ کہ بغیر ترجمہ سمجھے بھی تلاوت بہت مفید ہے کہ یہاں تلاوت کو مطلق رکھا گیا یہاں مرقات نے فرمایا کہ قرآن میں تفکر کرنا محض تلاوت سے افضل ہے اسی لیے (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) حفاظ صحابہ سے افضل ہوئے جنت میں ساری امت سے اونچے درجہ میں وہ ہی ہوں گے۔ (مراۃ المناجیح، ج۳، ص۳۳۶)

﴿16﴾ فضیلت علم دین

عَنْ سَخْبَرَةَ الْاَزْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ کَانَ کَفَّارَۃً لِمَا مَضٰی

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثانی، الحدیث ۲۲۱، ج۱، ص۶۳)

ترجمہ:

حضرت سَخْبَرَہ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے علم کو تلاش کیا تو یہ تلاش اس کے گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگئی۔''

وضاحت:

طالب علم سے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں جیسے (گناہ صغیرہ) وضو نماز وغیرہ عبادات سے لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ طالب علم جو گناہ چاہے کرے۔ یا مطلب یہ ہے کہ اللہ (عزوجل) نیتِ خیر سے علم طلب کرنے والوں کو گناہوں سے بچنے اور گذشتہ گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج۱، ص۲۰۳)

﴿17﴾ توکل وصبر کا بیان

عَنْ عَلِيٍّ قال:قالَ رسولُ اللّٰه صلّی الله علیه وسلّم : مَنْ رَضِیَ مِنَ اللّٰهِ بالیَسیر منَ الرّزقِ رضِیَ اللّٰهُ منه بالقلیل منَ العَمَلِ

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق ، باب فضل الفقراء ......الخ ،الفصل الثالث ، الحدیث ۵۲۶۳، ج۲ ، ص ۲۵۸)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو اللہ (عزوجل) کے تھوڑے رزق پر راضی ہوگا اللہ (عزوجل) اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہوگا۔

وضاحت:

خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا دو قسم کی ہے، رضاء ازلی دوسری رضاء ابدی۔ اللہ کی رضاء ازلی ہماری رضا سے پہلے ہے جب وہ ہم سے راضی ہوتا ہے تو ہم کو نیکیوں کی توفیق ملتی ہے مگر رضاء ابدی ہماری رضا کے بعد ہے، جب ہم اللہ عزوجل سے راضی ہوجاتے ہیں نیکیاں کر لیتے ہیں تو وہ ہم سے راضی ہوتا ہے یہاں رضاء ابدی کا ذکر ہے اس لیے بندے کی رضا پہلے بیان ہوئی اور اس آیت کریمہ میں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ میں رضاء ازلی کا ذکر ہے اس سے وہاں رضاء الٰہی عزوجل کا پہلے ذکر ہے حدیث کا مطلب ظاہر ہے کہ اگر تم معمولی روزی پا کر بہت شکر کرو تو رب تعالیٰ تمھارے معمولی اعمال کی بہت قدر فرمائے گا۔ (مراۃ المناجیح، ج۷، ص۸۴)

﴿18﴾ علاماتِ قیامت

عَنْ أَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ یُرْفَعَ الْعِلْمُ وَیَکْثُرَ الْجَهْلُ وَیَکْثُرَ الزِّنَا وَیَکْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَیَقِلَّ الرِّجَالُ وَتَکْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰی یَکُونَ لِخَمْسِینَ امْرَأَةً الْقَیِّمُ الْوَاحِدُ

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب اشراط الساعة، الفصل الاول، الحدیث ٥٤٣٧، ج٢، ص٢٩٠)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جاوے گا اور جہالت بڑھ جاوے گی (۱) زنا شراب خوری بڑھ جاوے گی (۲) مرد کم ہوجائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوجائیں گی (۳) حتی کہ پچاس عورتیں، ایک مرد منتظم ہوگا۔ (۴)

وضاحت:

(۱) علم سے مراد علم دین ہے جہل سے مراد علم دین سے غفلت آج یہ علامت شروع ہوچکی ہے دنیاوی علوم بہت ترقی پر ہیں مگر علم تفسیر، حدیث، فقہ بہت کم رہ گئے، علماء اٹھتے جارہے ہیں ان کے جانشین پیدا نہیں ہوتے۔ مسلمانوں نے علم دین سیکھنا قریبا چھوڑ دیا بہت سے علماء واعظ بن کر اپنا علم کھو بیٹھے یہ سب کچھ اس پیش گوئی کا ظہور ہے۔

(۲) زنا کی زیادتی کے اسباب عورتوں کی بے پردگی، اسکولوں کالجوں، لڑکوں لڑکیوں کی مخلوط تعلیم، سینما وغیرہ کی بے حیائیاں، گانے، ناچنے کی زیادتیاں یہ سب آج موجود ہیں۔ ان وجوہ سے زنا بڑھ رہا ہے اور ابھی اور زیادہ بڑھے گا۔ ہم نے عرب ممالک کے بعض علاقوں میں دیکھا کہ بغیر شراب کوئی کھانا نہیں ہوتا۔ ہوٹل میں کھانا مانگو تو شراب ساتھ آتی ہے۔

(۳) اس طرح کہ لڑکیاں زیادہ پیدا ہوں گی لڑکے کم پھر مرد جنگوں وغیرہ میں زیادہ مارے جائیں گے اپنے بیوی بچے چھوڑ جائیں گے ان وجوہ سے عورتوں کی بہتات ہوگی۔

(۴) اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک خاوند کی پچاس بیویاں ہوں گی کہ یہ تو حرام ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایک خاندان میں عورتیں بیٹیاں پچاس ہوں گی ماں، دادی، خالہ، پھوپھی وغیرہ اور ان کا منتظم ایک مرد ہوگا دوسری احادیث میں ہے کہ قریب قیامت سنگِ اسود اور مقامِ ابراہیم اٹھالیا جاوے گا قیامت کے قریب دنیا میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔ (مراۃ المناجیح، ج ۷، ص ۲۵۴)

﴿19﴾ ریاکاری اور دکھلاوے کی برائی

عَنْ أَبِی سَعْدِ بْنِ أَبِی فَضَالَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِیَوْمٍ لَا رَیْبَ فِیهِ نَادَی مُنَادٍ مَنْ کَانَ أَشْرَكَ فِی عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ أَحَدًا فَلْیَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ أَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْكِ

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ، الفصل الثانی، الحدیث ۵۳۱۸، ج۲، ص ۲۶۷)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ابوسعد ابن فضالہ (رضی اللہ عنہ) سے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے راوی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کے دن اللہ (عزوجل) لوگوں کو جمع فرمائے گا اس دن جس میں کوئی شک نہیں تو پکارنے والا پکارے گا(۱) کہ جس نے ایسے کام میں جو اللہ کے لئے کرے کسی کو شریک ٹھہرایا(۲) تو وہ اس کا ثواب بھی غیر خدا سے مانگے (۳) کیونکہ اللہ عزوجل شریکوں میں شرک سے بے نیاز ہے۔

وضاحت:

(۱) یعنی قیامت کے دن ایک فرشتہ اللہ تعالٰی کی طرف سے اعلان فرمائے گا یہ اعلان تمام لوگوں کو سنانے کے لیے ہوگا۔

(۲) یعنی جو کام رضائے الٰہی عزوجل کیلئے کیے جاتے ہیں ان میں کسی بندے

کی رضا کی نیت کرے بندے سے مراد دنیادار بندہ ہے اور ظاہر کرنا بھی اپنی ناموری کے لئے ہونا مراد ہے لہٰذا جو شخص اپنی عبادات میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا کی بھی نیت کرے یا جو کوئی مسلمانوں کو سکھانے کی نیت سے لوگوں کو اپنے اعمال دکھائے وہ اس وعید میں داخل نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریا صرف عبادات میں ہوتی ہے معاملات اور دوسرے دنیاوی کام تو دکھانے کے لیے ہی کئے جاتے ہیں ان میں ریا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسی لئے عمل کے ساتھ عَمِلَهٗ لِلّٰهِ فرمایا گیا

(۳) یعنی آج اعمال کے بدلہ کا دن ہے دنیا میں جس کی رضا کے لیے عبادت کی تھی آج اسی سے جنت بھی مانگو یہ انتہائی سختی وناراضی کا اظہار ہے اسکا مطلب یہ نہیں کہ ریاکار کبھی بخشا ہی نہ جائے گا ہر مومن آخر کار بخشا جائے گا۔ شرکاء سے مراد دنیا کے شریک وحصہ دار ہیں یا مشرکین کے بت وغیرہ جنہیں وہ اللہ کے شریک جانتے تھے۔ (مراۃ المناجیح، ج۷، ص۱۳۰)

﴿20﴾ شفاعتِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم

عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّشْفَعَ لِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فَأَیْنَ أَطْلُبُكَ؟ قَالَ اُطْلُبْنِیْ أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَی الصِّرَاطِ؟ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِیْزَانِ؟ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِیْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّیْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق، باب الحوض والشفاعۃ، الفصل الثانی، الحدیث ۵۵۹۵، ج۲، ص ۳۲۶)

ترجمہ

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کیا قیامت کے دن (میری) شفاعت فرمادیں (۱) فرمایا میں شفاعت کروں گا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو کہاں تلاش کروں (۲) فرمایا تم مجھے پہلے تو تلاش کرنا پُل صراط پر عرض کیا اگر پُل صراط پر نہ پاؤں فرمایا پھر مجھے میزان کے پاس ڈھونڈنا (۳) میں نے عرض کیا اگر میں حضور کو میزان کے پاس نہ پاؤں (۴) فرمایا پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا (۵) کیونکہ میں ان تین جگہوں کے علاوہ نہیں ہوں گا۔

وضاحت:

(۱) یہاں شفاعت سے مراد خاص شفاعت ہے جو خاص غلاموں کی ہوگی

شفاعت عامہ تو ہر مومن کی ہوگی خیال رہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک شفاعت مانگ کر ایمان، تقویٰ، حُسنِ خاتمہ، قبر کے امتحان میں کامیابی سب کچھ مانگ لی کہ یہ چیزیں شفاعت خاصہ کی تمہیدیں ہیں۔

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی دو جہاں کی خیر
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

اس ایک کلمہ میں بہت سے وعدے ہیں تم ایمان پر جیو گے تمھاری زندگی تقوی میں گزرے گی تمھارا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ تمھاری خطائیں قابل معافی ہوں گی تمھاری شفاعت میرے ذمہ ہوگی کیونکہ کفر، حقوق العباد کی شفاعت نہیں ہوگی آج بھی مسلمان روضۂ اطہر پر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ سے شفاعت کی بھیک مانگتے ہیں یہ حدیث اس مانگنے کی اصل ہے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بھیک مانگنا جائز ہے کہ دنیا کی ہر چیز شفاعت سے نیچے ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی سائل کو محروم نہیں کرتے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ حضور سے اولاد مانگو دین و دنیا مانگو دنیا کی ہر نعمت مانگو جو مانگو گے پاؤ گے وہاں سے محروم کوئی نہیں پھرتا

(۲) خیال رہے کہ قیامت میں ایک وقت تو وہ ہوگا جب سارا جہاں حضور کو ڈھونڈے گا پھر وقت وہ آئے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے گناہ گار کو ڈھونڈیں گے

عزیز بچّے کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا
وہ لیں گے چھانٹ اپنے نام لیواؤں کو محشر میں
غضب کی بھیڑ میں، ان کی میں اس پہچان کے صدقے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوال غالباً پہلے وقت کے متعلق ہے کبھی ایسا

بھی ہوگا کہ گنہگار حضور کو اور غمخوار محبوب اپنے گناہ گار کو تلاش کریں گے دو طرفہ تلاش ہوگی حضور پُل صراط کے کنارے کھڑے ہوں گے تاکہ گرتوں کو سہارا دیں۔ حضور میزان پر اپنی امت کے اعمال کا وزن اپنے اہتمام سے کروائیں گے کہ اگر کسی امتی کی نیکیاں ہلکی ہوں اور وہ دوزخ میں لے جایا جانے لگے تو اپنا کوئی عمل اپنا قدم رکھ کر، شفاعت فرما کر اسکی نیکیاں وزنی کر دیں گے دوزخ سے بچا لیں گے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے اعمال کا وزن نہ ہوگا۔

(۴) سبحان اللہ کیا پیارا سوال ہے یعنی آپ کو اس دن ایک جگہ تو مستقل قرار ہوگا نہیں کبھی اِن مجرموں کے پاس، کبھی دوسروں مجرموں کے پاس

کوئی قریب ترازو کوئی لب کوثر　　　کوئی صراط پہ انکو پکارتا ہوگا
کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ　　　نہیں تو دم میں غریبوں کا فیصلہ ہوگا
کوئی کہے گا دُہائی ہے یا رسول اللہ　　　تو کوئی تھام کے دامن مچل رہا ہوگا

غرض ایک جان اور فکر جہاں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تو اگر آپ میزان پر نہ ملیں تو پھر کہاں تلاش کروں۔

(۵) غالبًا یہاں حوض سے مراد حوضِ کوثر کی وہ نہر ہے جو میدان حشر میں ہوگی اصل حوض کوثر تو جنت میں ہے حشر میں پیاسے پانی پییں گے حضور اپنے اہتمام سے انہیں پلائیں گے یہاں وہی موجودگی مراد ہے۔

(۶) اس حدیث کے متعلق چار باتیں خیال میں رکھو ایک یہ کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم خصوصی شفاعت کے اوقات میں ان تین جگہوں میں ہوں گے ورنہ عمومی شفاعت کی جگہ تو مقام محمود ہے رب عزوجل فرماتا ہے عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ

مَقَامًا مَّحْمُوْدًا حاکم کا مقام مقدمات کے وقت کچہری ہوتا ہے کھانے وغیرہ کے وقت گھر نماز کے وقت مسجد لہذا یہ حدیث نہ تو قرآن مجید کے خلاف ہے نہ دوسری احادیث کے دوسرا یہ کہ یہاں ان تین مقاموں کا ذکر وہاں کی ترتیب کے مطابق نہیں کیونکہ میزان پہلے ہے حوض کی نہر اس کے آگے پُل صراط اس کے آگے تیسرا یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ہمارے نیک عمل ایسے بھاری ہو جائیں گے جیسے روئی پانی میں بھگو کر وزنی ہو جاتی ہے چوتھا یہ کہ یہ حدیث اس حدیث عائشہ کے خلاف نہیں کہ حضور نے فرمایا ان تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا وہاں عام شوہروں کا ذکر ہے نہ کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا۔

(مراۃ المناجیح، ج ۷، ص ۴۵۸ تا ۴۶۰)

﴿21﴾ ارکانِ اسلام

عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْإِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَإِقَامِ الصَّلَاۃِ وَإِیْتَاءِ الزَّکَاۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

(مشکوۃ المصابیح ، کتاب الایمان ، الفصل الاول ، الحدیث ٤، ج١ ، ص ٢١)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا (نبی اللہ) صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اسلام پانچ چیزوں پر قائم کیا گیا (۱) اس کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں (۲) اور نماز قائم کرنا (۳) زکوۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے۔

وضاحت:

یعنی اسلام مثل خیمہ یا چھت ہے اور یہ پانچ ارکان اس کے پانچ ستونوں کی طرح کہ جو کوئی ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا وہ اسلام سے خارج ہوگا اور اس کا اسلام منہدم ہو جاوے گا خیال رہے کہ ان اعمال پر کمالِ ایمان موقوف ہے اور ان کے ماننے پر نفس ایمان موقوف لہٰذا جو صحیح العقیدہ مسلمان کبھی کلمہ نہ پڑھے یا نماز روزہ کا پابند نہ ہو وہ اگرچہ مومن تو ہے مگر کامل نہیں اور جو ان میں سے کسی کا انکار کرے وہ کافر ہے لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں نہ اعمال ایمان کے اجزاء ہیں۔

(۱) اس سے سارے عقائد اسلامیہ مراد ہیں جو کسی عقیدے کا منکر ہے وہ حضور

کی رسالت ہی کا منکر ہے حضور کو رسول ماننے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی ہر بات کو مانا جاوے۔

(۲) ہمیشہ پڑھنا صحیح پڑھنا دل لگا کر پڑھنا نماز قائم کرنا ہے۔

(۳) اگر مال ہو تو زکوٰۃ و حج ادا کرنا فرض ہے ورنہ نہیں مگر ان کا ماننا بہر حال لازم ہے نماز ہجرت سے پہلے معراج میں فرض ہوئی زکوٰۃ و روزہ دو ۲ھ ہجری میں اور حج نو ۹ھ ہجری میں فرض ہوا۔ (مراۃ، ج۱، ص۲۸)

﴿22﴾ نیت کی اہمیت

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (مشکوۃ المصابیح، مقدمۃ المولف، ج ۱، الحدیث ۱، ص ۲۰)

ترجمہ:

روایت ہے (حضرت) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا نبی (کریم) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اعمال نیتوں سے ہیں۔

وضاحت:

نیت ارادہ عمل کو بھی کہتے ہیں اور اخلاص کو بھی اس صورت میں یہ حدیث اپنے عموم پر ہے کوئی عمل اخلاص کے بغیر ثواب کا باعث نہیں خواہ عبادات محضہ ہوں جیسے نماز روزہ وغیرہ یا عبادات غیر مقصودہ جیسے وضو غسل کپڑا جگہ کا پاک کرنا وغیرہ کہ ان پر ثواب اخلاص سے ہی ملتا ہے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اخلاص اور نیتِ خیر ایسی نعمتیں ہیں کہ ان کے بغیر عبادات محض عادتیں بن جاتی ہیں اور اس کی برکت سے کفر شکر بن جاتا ہے اور گناہ و معصیت اطاعت حضرت ابو امیہ ضمیری نے ایک موقعہ پر کفریہ الفاظ بول لیے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی رات غارِ ثور میں ایک قسم کی خودکشی کر لی، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خندق میں نمازِ عصر چھوڑ دی مگر چونکہ نیتیں خیر تھیں اس لیے ان حضرات کے یہ کام ثواب کا باعث بنے۔

(مراۃ المناجیح، ج ۱، ص ۲۴)

﴿24﴾ حیاء کی فضیلت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب الرفق والحیاء ......الخ، الفصل الاول، الحدیث ۵۰۷۰، ج ۲، ص ۲۲۸)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایک انصاری شخص پر گزرے جو اپنے بھائی کو شرم وحیاء کے متعلق نصیحت کر رہا تھا (۱) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو (۲) کیونکہ حیاء ایمان سے ہے۔ (۳)

وضاحت:

(۱) اس سے کہہ رہا تھا تو بہت شرمیلا ہے اتنی شرم مت کیا کر کیونکہ بہت شرمیلا آدمی دنیا کما نہیں سکتا یہاں وعظ سے مراد ڈرا کر نصیحت کرنا ہے۔

(۲) یعنی اسے حیاء اور غیرت سے نہ روکو اسے شرمیلا رہنے دو۔

(۳) خیال رہے جو حیاء گناہوں سے روک دے وہ تقوٰی کی اصل ہے اور جو غیرت وحیاء اللہ عزوجل کے مقبول بندوں کی ہیبت دل میں پیدا کردے وہ ایمان کا رکن اعلیٰ ہے اور جو حیاء نیک اعمال سے روک دے وہ بری ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو نماز پڑھنے سے شرم لگتی ہے یہ حیاء نہیں بے وقوفی ہے یہاں پہلے یا دوسرے درجے کا

حیاء مراد ہے اللہ عزوجل ہمارے دلوں میں اپنا خوف اپنے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی غیرت نصیب کرے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(مراۃ المناجیح، ج۶، ص۶۳۷)

﴿25﴾ ایفائے عہد

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ أَبِی الْحَمْسَاءِ قَالَ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ یُّبْعَثَ وَبَقِیَتْ لَہُ بَقِیَّۃٌ فَوَعَدْتُہُ أَنْ آتِیَہُ بِھَا فِی مَکَانِہٖ فَنَسِیْتُ فَذَکَرْتُ بَعْدَ ثَلاَثٍ فَإِذَا ھُوَ فِی مَکَانِہٖ فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَیَّ أَنَا ھَاھُنَا مُنْذُ ثَلاَثٍ أَنْتَظِرُکَ

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الادب، باب الوعد، الفصل الثانی، الحدیث ٤٨٨٠، ج٢، ص١٩٩)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے ظہور سے پہلے حضور (علیہ الصلوۃ والسلام) سے خرید وفروخت کی (١) اور آپ کا کچھ بقایا رہ گیا میں نے وعدہ کیا کہ میں اسی جگہ وہ چیز لاتا ہوں پھر میں بھول گیا تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو حضور انور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اسی جگہ تھے (٢) فرمایا کہ تم نے مجھ پر مشقت ڈال دی میں تین دن سے یہیں تمھارا انتظار کررہا ہوں۔

وضاحت:

(١) یہ بیع منابذہ تھی یعنی سامان کے عوض سامان کی اس لیے بایعت مفاعلۃ سے فرمایا یہ واقعہ ظہور نبوّت سے پہلے کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی صداقت کس شان کی تھی اور نبوّت کے ظہور سے پہلے بھی کیسے سچے تھے۔

(۲) عبداللہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ آپ کا بقایا اسی جگہ پر لاتا ہوں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے یہاں ہی ملیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے قبول فرمایا لیا تھا کہ تمھیں یہیں ملوں گا یہ ملنے کا وعدہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے ہوا تھا لہذا حدیث واضح ہے اس پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور نے تو کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔

(۳) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا یہاں ٹھہرنا اپنا مال لینے کیلئے نہ تھا اپنا وعدہ پورا کرنے کیلئے تھا مال تو ان کے گھر جا کر بھی وصول کیا جاسکتا تھا، سچ اور وعدہ پورا کرنا تمام انبیاء کرام کی سنت ہے اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے فرماتا ہے وَاِبْرَاهِيْمَ الَّذِیْ وَفّٰی اور اسماعیل علیہ السلام کیلئے فرمایا كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ۔

(مراۃ المناجیح، ج۶، ص۴۹۱)

﴿26﴾ فخر کی مذمت

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ وَلَا يَبْغِيْ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ ۔

(مشكوة المصابيح كتاب الآداب ، فصل اول ،باب المفاخره والعصبيه ، الحديث ٤٨٩٨ ، ج٢ ، ص ٢٠٢)

روایت ہے حضرت عیاض ابن حمار سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ (عزوجل) نے مجھے وحی فرمائی کہ انکسار کرو حتی کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔

وضاحت:

اس حدیث میں حتی کے معنی ہیں یعنی عجز وانکسار اختیار کرو تا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر تکبر نہ کرے نہ مال میں نہ نسب وخاندان میں نہ عزت یا جتھہ میں اور کوئی مسلمان کسی بندے پر ظلم نہ کرے نہ مومن پر نہ کافر پر ظلم سب پر حرام ہے مگر کبر وفخر مسلمان پر حرام ہے اور کفار پر فخر کرنا عبادت ہے کہ یہ نعمتِ ایمان کا شکر ہے۔

(مراۃ المناجیح، ج٦،ص٥٠٦تا٥٠٧)

﴿27﴾ بدعت کی حقیقت

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِى الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِى الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، فصل اول، الحدیث ۲۱۰، ج۱، ص ۶۱)

ترجمہ:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے اپنے عمل اور ان کے عملوں کا ثواب ہے جو اس پر کاربند ہوں (۱) ان کا ثواب کم ہوئے بغیر اور جو اسلام میں برا طریقہ ایجاد کرے اس پر اپنی بدعملی کا گناہ ہے اور ان کی بدعملیوں کا جو اس کے بعد ان پر کاربند ہوں بغیر اس کے ان کے گناہوں سے کچھ کم ہو۔ (۲)

وضاحت:

یعنی مُوجِدِ خیر تمام عمل کرنے والوں کے برابر اجر پائے گا لہٰذا جن لوگوں نے علمِ فقہ، فنِ حدیث، میلاد شریف، عرسِ بزرگانِ دین، ذکرِ خیر کی مجلسیں، اسلامی مدرسے، طریقت کے سلسلے ایجاد کئے انہیں قیامت تک ثواب ملتا رہے گا۔ یہاں اسلام میں اچھی بدعتیں ایجاد کرنے کا ذکر ہے نہ کہ چھوڑی ہوئی سنتیں زندہ کرنے کا

اس حدیث سے بدعت حسنہ کے خیر ہونے کا اعلیٰ ثبوت ہوا۔

(۲) یہ حدیث ان تمام احادیث کی شرح ہے جن میں بدعت کی برائیاں آئیں صاف معلوم ہوا کہ بدعت سیئہ بری ہے اوران احادیث میں یہی مراد ہے یہ حدیث بدعت کی دو قسمیں فرمارہی ہے بدعت حسنہ اور سیئہ اس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہوسکتی ان لوگوں پر افسوس ہے جو اس حدیث سے آنکھیں بند کرکے ہر بدعت کو برا کہتے ہیں حالانکہ خود ہزاروں بدعتیں کرتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج۱ص ۱۹۷)

﴿28﴾ دعاء بعد نماز جنازہ کا حکم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز ءالفصل الثانی، الحدیث ،١٦٧٤ ج١،ص٣١٩)

ترجمہ:۔

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم میت پر نماز پڑھ لوتو اس کیلئے خلوصِ دل سے دعا کرو۔

وضاحت:

اس حدیث کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ نمازِ جنازہ میں خالص دعا ہی کرو تلاوتِ قرآن نہ کرو حمد وثناء درود ودعاء کے مقدمات میں سے ہے اس صورت میں یہ حدیث امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے کہ نماز جنازہ میں تلاوتِ قرآن ناجائز ہے دوسرا یہ کہ جب تم نماز جنازہ پڑھ چکوتو میت کیلئے خلوصِ دل سے دعا مانگو اس صورت میں دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت ہوگا خیال رہے کہ دعا بعد نمازِ جنازہ سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے سنتِ صحابہ بھی چنانچہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شاہ حبشہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور بعد میں دعا مانگی حضرت عبداللہ بن سلام ایک جنازہ میں پہنچے نماز ہوچکی تھی تو آپ نے حاضرین سے فرمایا نماز تو پڑھ چکے میرے ساتھ مل کر دعا تو کرلو۔جن فقہاء نے اس دعا سے منع کیا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ سلام کے بعد یونہی کھڑے دعا مانگی جائے جس سے آنے والوں کو نماز کا دھوکہ ہو یا بہت لمبی دعائیں مانگی جائیں جس سے بلاوجہ دفن میں بہت دیر ہوجائے۔

(مراۃ المناجیح، ج٢،ص٤٧٨تا٤٧٩)

﴿29﴾ غیبت کی برائی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيبَةُ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا أَقُوْلُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهُ

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الآدب، باب حفظ اللسان ......الخ، الفصل الاول، الحدیث ٤٨٢٨، ج ٢، ص ١٩٢)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کیا جانتے ہو غیبت کیا ہے (١) سب نے عرض کیا اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی خوب جانیں فرمایا تمھارا اپنے بھائی کا ناپسندیدہ ذکر کرنا (٢) عرض کیا گیا فرمایئے تو اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو جو میں کہتا ہوں (٣) فرمایا اگر اس میں ہو جو تو کہتا ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ نہ ہو جو تو کہتا ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا (٤)

وضاحت:

(١) قرآن مجید میں ہے **لَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا** یعنی بعض مسلمان بعض کی غیبت نہ کریں کیا جانتے ہو غیبت کیا ہے اور اسکی تفسیر کیا ہے۔

(٢) یعنی کسی کے خفیہ عیب اس کے پسِ پشت بیان کرنا عیب خواہ جسمانی ہو یا

نفسانی دنیاوی ہو یا دینی یا اس کی اولاد کے یا بیوی کے یا گھر کے خواہ زبان سے بیان کرو یا قلم سے یا اشارہ سے غرض کسی طرح سے لوگوں کو سمجھا دو حتی کہ کسی لنگڑے یا ہکلے کی پسِ پشت نقل کرنا لنگڑا کر چلنا ہکلا کر بولنا سب کچھ غیبت سے ہے یہ فرمان بہت وسیع ہے۔

(۳) سائل غیبت اور بہتان میں فرق نہ کر سکے وہ سمجھے کہ کسی کو جھوٹا بہتان لگانا غیبت ہے اس لیے انہوں نے یہ سوال کیا وہ وما یکرہ کے لفظ سے دھوکہ کھا گئے

(۴) سبحان اللہ کیا نفیس جواب ہے کہ غیبت سچے عیب بیان کرنے کو کہتے ہیں بہتان جھوٹے عیب بیان کرنے کو غیبت ہوتی ہے سچ مگر ہے حرام اکثر گالیاں سچی ہوتی ہیں مگر ہیں بے حیائی وحرام سچ ہمیشہ حلال نہیں ہوتا خلاصہ یہ ہے کہ غیبت ایک گناہ ہے بہتان دو گناہ۔ (مراۃ المناجیح، ج۶، ص۴۵۶)

﴿30﴾ علاماتِ منافق

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

(مشکوة، کتاب الایمان، باب الکبائر و علامات النفاق، الحدیث ۵۵ ج۱، ص ۳۱)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے وعدہ خلافی کرے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔

وضاحت:

اس حدیث میں منافق کی تین ایسی علامتیں بیان کی گئیں جن کا تعلق قول عمل نیت میں سے ایک ایک سے ہے، کذب فسادِ قول ہے، خیانت فسادِ عمل ہے اور وعدہ خلافی فسادِ نیت ہے۔ جو منافق ہوگا اس میں یہ تین باتیں ضرور ہوں گی لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس میں یہ تین باتیں پائی جائیں وہ منافق بھی ضرور ہو جیسے کفار و مشرکین اس لیے اگر کسی مسلمان میں یہ باتیں پائی جائیں اسے منافق کہنا جائز نہیں ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں نفاق کی علامت ہے۔ (نزہۃ القاری، ج ۱، ص ۳۴۸)

مدنی ماحول اپنا لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

گناہوں سے بچنے اور نیک بننے کے لئے تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہوجائیے۔ ان شآء اللہ عزوجل! مدنی ماحول کی برکت سے اعلیٰ اخلاقی اوصاف غیر محسوس طور پر آپ کے کردار کا حصہ بنتے چلے جائیں گے۔ اپنے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت اور راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں سفر کیجئے۔ اِن مدنی قافلوں میں سفر کی برکت سے اپنے سابقہ طرزِ زندگی پر غور وفکر کا موقع ملے گا اور دل حُسنِ عاقبت کے لئے بے چین ہوجائے گا جس کے نتیجے میں ارتکابِ گناہ کی کثرت پر ندامت محسوس ہوگی اور توبہ کی توفیق ملے گی۔ عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں زبان پر فحش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ دُرودِ پاک جاری ہوجائے گا، یہ تلاوتِ قرآن، حمدِ الٰہی اور نعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادی بن جائے گی، غُصیلہ پن رخصت ہوجائے گا اور اس کی جگہ نرمی لے لے گی، بے صبری کی عادت ترک کرکے صابروشاکر رہنا نصیب ہوگا، بدگمانی کی عادتِ بد نکل جائے گی اور حسنِ ظن کی عادت بنے گی، تکبر سے جان چھوٹ جائے گی اور اِحترامِ مسلم کا جذبہ ملے گا، دنیاوی مال ودولت کی لالچ سے پیچھا چھوٹے گا اور نیکیوں کی حرص ملے گی، الغرض بار بار راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہوجائے گا۔

مَدَنی قافلے کی بہار:

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنی مشہورِ زمانہ تالیف ''فیضانِ سنّت'' جلداول کے صفحہ ۹۳ پر لکھتے ہیں:

شاھدرہ (مرکز الاولیالاہور) کے ایک اسلامی بھائی کے بیان کا لُبِّ لُباب ہے، میں اپنے والِدین کا اِکلوتا بیٹا تھا، زیادہ لاڈ پیار نے مجھے حد دَرَجہ **ڈھیٹ** اور ماں باپ کا سخت نافرمان بنادیا تھا، رات گئے تک آوارہ گردی کرتا اور صبح دیر تک سویا رہتا۔ ماں باپ سمجھاتے تو اُن کو جھاڑ دیتا۔ وہ بے چارے بعض اوقات رو پڑتے۔ دعائیں مانگتے مانگتے ماں کی پلکیں بھیگ جاتیں۔ اُس عظیم لمحے پر لاکھوں سلام جس ''لمحے'' میں مجھے **دعوتِ اسلامی** والے ایک عاشقِ رسول سے مُلاقات کی سعادت ملی اور اُس نے مَحبَّت اور پیار سے **اِنفرادی کوشش** کرتے ہوئے مجھ پاپی وبدکار کو مَدَنی قافِلے میں سفر کیلئے تیّار کیا۔ چُنانچہ میں **عاشِقانِ رسول** کے ہمراہ تین دن کے **مَدَنی قافلے** کا مسافِر بن گیا۔ نہ جانے ان عاشِقانِ رسول نے تین دن کے اندر کیا گھول کر پلا دیا کہ مجھ جیسے ڈِھیٹ انسان کا **پتّھر نُما دل** جو ماں باپ کے آنسوؤں سے بھی نہ پگھلتا تھا موم بن گیا، میرے قلب میں مَدَنی اِنقِلاب برپا ہوگیا اور میں مَدَنی قافِلے سے **نَمازی** بن کر لوٹا۔ گھر آکر میں نے سلام کیا، والِد صاحِب کی دَست بوسی کی اور **امّی جان** کے قدم چومے۔ گھر والے حیران تھے! اس کو کیا ہوگیا ہے کہ کل تک جو کسی

کی بات سننے کیلئے تیار نہیں تھا وہ آج اتنا باادب بن گیا ہے! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ **مَدَنی قافِلے** میں **عاشقانِ رسول** کی صُحبت نے مجھے یکسر بدل کر رکھ دیا اور یہ بیان دیتے وقت مجھ سابِقہ بے نَمازی کو مسلمانوں کو نَمازِ فَجر کیلئے جگانے کی یعنی **صدائے مدینہ** لگانے کی ذِمّہ داری ملی ہوئی ہے۔ (**دعوتِ اسلامی** کے مَدَنی ماحول میں مسلمانوں کو نَمازِ فَجر کیلئے اُٹھانے کو صدائے مدینہ لگانا کہتے ہیں)

گر چِہ اعمالِ بد،اور اَفعالِ بد نے ہے رُسوا کیا ،قافِلے میں چلو

کرسفر آؤ گے،تم سُدھر جاؤ گے مانگو چل کر دُعا ،قافِلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! **عاشِقانِ رسول** کی صحبت نے کس طرح ایک بے نَمازی نوجوان کو دوسروں کو نَماز کی دعوت دینے والا بنا دیا! اس میں کوئی شک نہیں کہ صُحبت ضَرور رنگ لاتی ہے،اچّھی صُحبت اچّھا اور بُری صُحبت بُرا بناتی ہے۔لہٰذا ہمیشہ **عاشِقانِ رسول** کی صُحبت اختیار کرنی چاہیئے۔

(فیضانِ سنت،باب فیضان رمضان،ج ا،ص ۱۳۷۰)

الحمدللہ عزوجل! سنّتوں بھری زندگی گزارنے کیلئے عبادات واخلاقیات کے تعلُّق سے امیرِ اہلِ سنت ، شیخِ طریقت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اسلامی بھائیوں کیلئے 72،اسلامی

بہنوں کیلئے 63 اور طَلَبۂ علمِ دین کیلئے 92، دینی طالبات کیلئے 83 اور مَدَنی مُنّوں اور مُنّیوں کیلئے 40 **مَدَنی اِنعامات** سُوالات کی صورت میں مُرتّب کئے ہیں۔ان مدنی انعامات کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بتدریج دور ہو جاتی ہیں اور اس کی برکت سے پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ہم سب کو چاہیے کہ باکردار مسلمان بننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے مدنی انعامات کا کارڈ حاصل کریں اور روزانہ فکرِ مدینہ (یعنی اپنا محاسبہ) کرتے ہوئے کارڈ پُر کریں اور ہر مدنی یعنی قمری ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے مدنی انعامات کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیں۔

روزانہ فکرِ مدینہ کرنے کا انعام:

ایک اسلامی بھائی کی تحریر کا خلاصہ ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے **مَدَنی اِنعامات** سے پیار ہے اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کرنے کا میرا معمول ہے۔ایک بار میں تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، **دعوتِ اسلامی** کے سنّتوں کی تربیت کے مَدَنی قافلے میں **عاشقانِ رسول** کے ساتھ صوبۂ بلوچستان (پاکستان) کے سفر پر تھا۔ اِسی دَوران مجھ گنہگار پر بابِ کرم کُھل گیا۔ ہوا یوں کہ رات کو جب سویا تو قسمت انگڑائی لیکر جاگ اُٹھی، **جنابِ رسالت مآب** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خواب میں

تشریف لے آئے، ابھی جلووں میں گُم تھا کہ لب ہائے مبارَکہ کو جُنبش ہوئی اور رَحمت
کے پھول جھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: جو مَدَنی قافِلے میں **روزانہ فکرِ
مدینہ کرتے ہیں میں انہیں اپنے ساتھ جنّت میں لے جاؤں گا۔"**

شکریہ کیوں کر ادا ہو آپ کا یا مصطفٰے
کہ پڑوسی خُلد میں اپنا بنایا شکریہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(فیضانِ سنت، باب فیضانِ رمضان، فیضانِ لیلۃ القدر، ج۱ص۹۳۱)

یارَبِّ مصطفٰے عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ہمیں عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرما اور روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مَدَنی انعامات کا کارڈ پُر کرنے اور ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کی توفیق عطا فرما۔ **یا اللہ** ! عَزَّوَجَلَّ ہمیں دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں اِستِقامت عطا فرما۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں سچّا عاشِقِ رسول بنا۔ **یا اللہ** ! عَزَّوَجَلَّ اُمّتِ محبوب (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی بخشش فرما۔ **اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین** صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مجلس المدینة العلمیة کی طرف سے پیش کردہ قابلِ مطالعہ کتب

﴿شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ﴾

(۱) کرنسی نوٹ کے مسائل (کِفْلُ الْفَقِیْهِ الْفَاهِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِمِ) (کل صفحات 199)

(۲) ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَةُ) (کل صفحات:60)

(۳) ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات: 74)

(۴) معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

(۵) شریعت وطریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءٍ) (کل صفحات:57)

(۶) ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَالٍ) (کل صفحات:63)

(۷) اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِیْ) (کل صفحات 100)

(۸) عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَةِ الْعِیْدِ) (کل صفحات:55)

(۹) راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَةِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات 40)

(۱۰) والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوْقُ لِطَرْحِ الْعُقُوْقِ) (کل صفحات:125)

(۱۱) دعاء کے فضائل (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَهٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنُ الْوِعَاءِ) (کل صفحات 140)

شائع ہونے والی عربی کتب:

ازامام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

(۱۲) کِفْلُ الْفَقِیْهِ الْفَاهِمِ (کل صفحات:74)۔ (۱۳) تَمْهِیْدُ الْاِیْمَان ۔ (کل صفحات:77) (۱۴) اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَة (کل صفحات:62)۔ (۱۵) اِقَامَةُ الْقِیَامَةِ (کل صفحات:60) (۱۶) اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِیْ (کل صفحات:46) (۱۷) اَجْلَی الْاِعْلَامِ (کل صفحات:70) (۱۸) اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِیَّة (کل صفحات:93) (۱۹) جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَارِ (المجلد الاول)۔ (کل صفحات 570)

﴿شعبہ اصلاحی کتب﴾

(۲۰) خوفِ خدا عزوجل (کل صفحات:160)

(۲۱) انفرادی کوشش (کل صفحات:200)

(۲۲) تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)

(۲۳) فکرِ مدینہ (کل صفحات 164)

(۲۴) امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)

(۲۵) نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات:39)

(۲۶) جنت کی دو چابیاں (کل صفحات 152)

(۲۷) کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)

(۲۸) نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات 196)

(۲۹) کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: تقریباً 63)

(۳۰) فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325)
(۳۱) مفتیِ دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)
(۳۲) حق وباطل کا فرق (کل صفحات:50)
(۳۳) تحقیقات (کل صفحات:142)
(۳۴) اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)
(۳۵) عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24)
(۳۶) طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)
(۳۷) توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124)
(۳۸) قبر کھل گئی (کل صفحات:48)
(۳۹) آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے)(کل صفحات:275)
(۴۰) ٹی وی اور مُووی (کل صفحات:32)
(۴۱ تا ۴۷) فتاوی اہل سنت (سات حصے)
(۴۸) قبرستان کی چڑیل (کل صفحات:24)
(۴۹) غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات:106)
(۵۰) تعارفِ امیرِ اہلسنّت (کل صفحات:100)
(۵۱) رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات:255)
(۵۲) دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)
(۵۳) مدنی کاموں کی تقسیم (کل صفحات:68)
(۵۴) دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220)
(۵۵) تربیتِ اولاد (کل صفحات:187)
(۵۶) آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62)
(۵۷) احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)

﴿شعبہ تراجمِ کتب﴾

(۵۸) جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (کل صفحات:۷۴۳)
(۵۹) شاہراہ اولیاء (مِنْهَاجُ الْعَارِفِیْنَ) (کل صفحات:36)
(۶۰) حسنِ اخلاق (مَکَارِمُ الْاَخْلَاق) (کل صفحات:74)
(۶۱) راہِ علم (تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم) (کل صفحات:102)
(۶۲) بیٹے کو نصیحت (اَیُّهَا الْوَلَد) (کل صفحات:64)
(۶۳) الدعوة الی الفکر (کل صفحات:148)

﴿شعبہ درسی کتب﴾

(۶۴) تعریفاتِ نحویہ (کل صفحات:45)
(۶۵) کتاب العقائد (کل صفحات:64)
(۶۶) نزهة النظر شرح نخبة الفكر (کل صفحات:175)
(۶۷) اربعین النوویہ (کل صفحات:121)
(۶۸) نصاب التجوید (کل صفحات:79)
(۶۹) گلدستہ عقائد واعمال (کل صفحات:180)
(۷۰) وقاية النحو فی شرح هداية النحو

﴿شعبہ تخریج﴾

(۷۱) عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات:206)
(۷۲) جنتی زیور (کل صفحات:679)
(۷۳ تا ۷۷) بہارِ شریعت (پانچ حصے)
(۷۸) اسلامی زندگی (کل صفحات:170)
(۷۹) آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)
(۸۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:274)

یاد داشت

دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرما لیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل علم میں ترقّی ہوگی۔

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ